ABSAAR Monthly Malegaon
Post L.No.MGN/208/2017-2019 RNI NO.MAHURD/2016/69826

حق و صداقت کا روشن اشاریہ

ماہنامہ ابصار مالیگاؤں

مدیر: حافظ جلال الدین قاسمی

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۙ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ٥

صفحہ نمبر ۷ پر: ابصار ماہنامہ انعامی مقابلہ نمبر ۲

جلد نمبر:۲ شمارہ نمبر:۱۳ ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ اگست ۲۰۱۷ صفحات:۸ قیمت:۵روپیہ Price:5/- Pages:8 August 2017 Issue No.13 Vol No.2

کُتّا (کَلب) اور قرآن

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ (۱۷۵) وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۱۷۶) سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ (۱۷۷) مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (۱۷۸)

(سورۃ الأعراف:۷)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی وہ ہانپے یا اسکو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ان کی مثال بری ہے اور انہوں نے نقصان (کیا تو) اپنا ہی کیا۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی راہ یاب ہے۔ اور جس کو گمراہ کرے تو ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

> نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جِس آدمی نے کتا رکھا تو اُس کے عَمَل میں سے ہَر دِن ایک قیراط کَم ہو تا رہے گا سوائے کھیتی اور ریوڑ کی حِفاظَت کرنے والے کتے کے

کُتّا دَرِندوں اور مویشیوں کے بین بین ایک جانور ہے۔ اگر یہ خالص درندہ ہوتا تو انسانوں سے مانوس نہ ہوتا۔ اور اگر مویشیوں میں سے ہوتا تو گوشت نہ کھاتا۔ کتے اور بِجُّو میں بَڑی عَداوَت ہے، اگر چاندنی رات میں کتا کسی بلند جگہ پر ہو اور اس کی پَرچھائیں پر بِجُّو کا پیر پڑ جائے تو کتا بے اِختیار نیچے گِر پَڑتا ہے اور اگر کتے کو بجو کی دھونی دی جائے تو کتا پاگل ہو جاتا ہے۔ کتے کی یہ ایک عجیب صِفَت ہے کہ یہ مُعزّز اور وَجیہ لوگوں کا اِکرام کرتا ہے مگر پھٹے حال انسانوں کو دیکھ کر اُن پر بھونکتا ہے۔ کُتا پاگل پَن کی حالَت میں بھوکا ہوتا ہے مگر کُچھ کھاتا نہیں اور پیاسا ہوتا ہے مگر پانی نہیں پیتا ہے۔ کتے کی ایک عجیب خاصِیَت یہ بھی ہے کہ وہ مُردہ اور بے ہوش آدمی کی شَناخت کر لیتا ہے۔ کتا بہُت اَمانت دار، مُخلِص اور وَفادار ہونے اور ذِہانَت میں مَشہُور ہے۔ اُس کی قُوَّتِ شامَّہ بڑی تیز ہوتی ہے۔ یہ لاشوں اور نَشیلی چیزوں کا پتہ لگانے میں ماہر ہوتا ہے۔ لیکن اِن تمام اچھی صِفات کے باوجود وہ ایک ذَلیل جانوَر ہے کیونکہ شِدَّتِ حرِص کی وَجہ سے اُس نے اَپنی حالَت ایسی بَنالی ہے کہ اُس کی رَہنُما اُس کی آنکھ نہیں بلکہ اُس کی ناک ہے۔ وہ جس چیز سے بھی گُزرتا ہے اُسے سونگھتا ہے۔ یہ اتنی گندی طبیعَت کا ہوتا ہے کہ تازہ گوشت سے زِیادَہ اُسے مُردار کا گوشت لَذیذ ہوتا ہے (جیسے زانی اور بدکار لوگ اپنی بیویوں کے عِلاوَہ دوسری جگہوں پَر منہ مارتے رہتے ہیں)۔ یہ اِتنا لالچی ہوتا ہے کہا گر اسے ایسا مُردار جانور مِل جائے جسے سَو کتے کھا سکتے ہوں تو یہ کسی کتے کو اس مردار کے قریب پھٹکنے نہیں دیتا۔ کتے کی ایک ذلیل صِفَت یہ ہے کہ یہ غیر کا وَفادار رہتا ہے مگر اپنی قوم کا وَفادار نہیں ہوتا ہے (جیسے عُلَماءِ سُوء، دَرباری عُلَماء اور دُنیا پَرَست عہدے داران کہ اُنہیں کوئی مَنصب اور اِقتِدار حاصِل ہو جائے تو اپنے ہی گروہ کے دوسرے اَشخاص کو اس کے قریب پھٹکنے نہیں دیتے)۔ کتا اپنے عِلاقے کے حدود کو اَپنے پیشاب سے مُتعیَّن کرتا ہے۔ مادہ کُتیا چار سے نَو بچّے تک دیتی ہے۔

> نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسے گھر میں فرِشتے داخِل نہیں ہوتے جس میں کوئی کُتّا یا کوئی تصویر یا مُجسّمے ہوں۔

کتے کا ذِکر قرآن میں تین مَواقع پَر آیا ہے۔ پہلی جگہ سورۃ الأعراف کی آیت نمبر ۱۷۶ ہے۔ دوسری جگہ سورہ کہف کی آیت نمبر ۱۸ ہے، پھر آیت نمبر ۲۲ میں تین جگہ آیا ہے۔ تیسری جگہ سورہ مائِدہ کی آیت نمبر ۴ ہے۔ سورہ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۶ میں ایک لفظ لَهَث آیا ہے جس کا مطلب "فتح الفم مَعَ اِخراج اللِّسان" (منہ کھول کر زَبان نِکالے رَکھنا) ہوتا ہے۔ عربی میں لَهَث الکلب اس وقت کہا جاتا ہے اذا اَخرَجَ لِسانَہ من التَّعب یعنی جَب کتا تھکان سے اپنی زبان باہر نکال لے۔ دُنیا کا ہر جاندار تھکَن یا پیاس سے ہانپتا ہے سِوائے کتے کے کہ وہ تھکَن اور آرام، حالِ مَرَض اور حالِ صِحّت دونوں میں ہانپتا رہتا ہے۔ اللہ نے اُس کی مثالِ اُس شخص سے دی ہے جو اللہ کی آیات کو جھُٹلادے تو اسے نَصیحَت کرو تو گُمراہ اور اَگر چھوڑ دو تو بھی گُمراہ رہتا ہے جیسے کتا کہ چھوڑ دو تب بھی زَبان نکال کر ہانپتا رہے اور حَملہ کرو تب بھی زَبان نکال کر ہانپتا رہے۔

آیتِ کریمہ میں انسِلاخ کا مطلب یہ ہے کہ سانپ جس طرح اپنی کینچلی نکال کر آگے نِکَل جاتا ہے اسی طرح انسان اللہ کی مُحبت سے اس کی معصِیَت اور اس کی رَحمَت سے نکل کر اس کی غَضَب کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ پھر نتیجہ بہت بھیانک ہوتا ہے کہ اس کا علم اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ لفظ اِنسَلَخَ میں ایک عجیب نُکتہ یہ ہے کہ جس طَرح سانپ اپنی پوری کینچلی چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے ایسے یہ انسان کُلّی طور پر ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ مومن جو گُناہ پر جَری نہیں ہوتا وہ بِالکُلّیہ ایمان سے نہیں نِکلتا۔ آیتِ کریمہ میں ایک نکتہ یہ ہے کہ اَتبَع بابِ اِفعال سے کہا تَبِعَ بابِ سَمِعَ يَسمَعُ سے نہیں کہا کیونکہ تَبِعَ کا مطلب ہے پیچھے لگنا اور اَتبَعَ کا مطلب ہے پکڑ لینا، مطلب یہ ہوا کہ شیطان ایسے آدمی کا تَعاقُب ہی نہیں کرتا بلکہ اس کو پکڑ لیتا ہے۔ آیتِ کریمہ میں ایک نکتہ عجیبہ یہ بھی ہے کہ انسَلَخَ، اَتبَعَ اور كانَ من الغٰوین میں ہَر ایک پر علی الترتیب حَرفِ عَطف "ف" لایا گیا ہے جو ترتیب مع التعقیب پر دَلالَت کرتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ جَب اُنہوں نے سَرکَشی کی اور اللہ کی ہِدایَت پر عَمَل نہ کیا تو پہلے اس کے دل میں ایک شیطانی ظُلمَت آگئی جس کی وَجہ سے شیطان اُس سے کام لینے پر قادِر ہو گیا اور اَب اُسے برابر گُمراہی میں رَکھ رہا ہے۔

> نیز صُحبَت کا اَثر انسان پر پڑتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کتا پالنے والا انسان، انسانوں سے نفرت نہ کرنے لگے کیونکہ کتا اپنی قوم سے نفرت کرتا ہے۔

ایک نُکتہ عجیبہ: وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا میں ہے جس سے معلوم ہوا کہ بَلندی اور رِفعَت صِرف عِلم سے نہیں آتی بلکہ اِتّباعِ حَق سے آتی ہے۔ ایک بات اور بھی قابِلِ غور ہے کہ رَفَع کی نِسبَت اللہ نے اپنی طَرَف کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بَلندی اور پَستی عزت اور ذِلّت سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اور علم آنے کے بعد اللہ جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور علم کے بعد جو اللہ سے

اعراض کرے اللہ اُس کے لئے بَلندی نہیں چاہتا ہے۔ اور اعراض عَن الحَق (حَق سے منہ پھیر لینا) ظُلم ہے۔ دیکھئے اللہ کی یہ بات وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ کیسے ثابِت ہو گئی! اَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ کا مطلَب یہ ہوا کہ اس کا نَفس اَرضی ہو گیا اور سَماوی اور علوی نہ رَہا اور جِتنا انسان زمین کی طرَف جھُکتا جاتا ہے وہ بلندی سے گِرتا اور اس سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اِخلاد جو خُلود یعنی ہمیشگی سے مُشتَق ہے لاکر کِنایہ کیا گیا کہ دُنیا کی لَذّتوں کے عِلاوہ اُسے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ یہ گُمراہ آدمی کی حالَت کی تَصویر ہے جس کی حالَت ایسے کتے کی سی ہے جو لَھث سے مُتَّصِف ہے۔ اور یہ جملہ، جملہ اِسمیَّہ ہے جو اِستِمرار پر دَلالَت کرتا ہے کہ آدمی کا اس ذلیل اور خَسیس حالَت سے اِتّصاف مُسلسَل ہے۔ بَلاغت کا ایک قاعدہ ہے کہ مَثَل پر کاف داخِل کر کے تَشبیہ دی جائے تو اس سے مُراد تَشبیہ الحالۃِ بالحالۃِ یعنی ایک حالَت کی تَشبیہ ایک حالَت سے ہوتی ہے۔ یعنی جَب آپ کتے پر حملہ کریں تو بھونکتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ اور اگر اسے چھوڑ دیں آپ پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا اور آپکو دیکھ دیکھ کر بھونکے گا اور آپکے آگے پیچھے دوڑ دوڑ کر اور بھونک بھونک کر اپنے آپ کو تھکا مارے گا۔ پھِر اسکو ایسی حالَت لاحِق ہو جاتی ہے جو پیاس کے وقت ہوتی ہے اور وہ اپنی زَبان نِکال لیتا ہے۔ ابُو محمد اِبنِ قُتیبَہ نے کہا کہ ہر جاندار تھکن اور پیاس سے ہانپتا ہے سِوائے کتے کے کہ وہ تکلیف اور آرام دونوں حالتوں میں ہانپتا رہتا ہے اور دنیا کے تمام جانوروں سے زیادہ پانی پر بے صبرا ہوتا ہے۔ اِبنِ عاشُور نے کہا کہ یہ تمثیل قرآن کی نادِر تشبیہات میں سے ہے۔ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ کہا غَوی 'یا کانَ غاوِیا' نہیں کہا کیونکہ من الغاوین میں غوی' اور کانَ غاوِیا کے مُقابلے میں بہت ہی زیادہ مُبالَغہ ہے، کیونکہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اسکو غاوین کے زمرے میں شُمار کیا جارَہا ہے اور اس کی حِصے داری غَوایَت میں مَعروف ومَشہور ہے۔ غَوایَت اور ضلالَت میں فرق یہ ہے کہ کوئی سیدھے راستے پر رہتے ہوئے مقصَد کو فَراموش کر دے تو غَوایَت ہے اور مقصَد کو یاد رکھتے ہوئے سیدھے راستے سے ہَٹ جائے تو یہ ضَلالَت ہے۔ شَریعَت نے صرف تین مَقاصِد کے لئے کتا پالنے کی اِجازت دی ہے۔ (۱) شِکار کے لئے (۲) جانوروں کے ریوڑ کی حِفاظَت کے لئے (۳) غلّہ، کھیتی اور گھر کی پہرے داری کے لئے۔ مغرِبی تہذیب سے متاثر ہو کر مُسلمان بھی اب کتا پالنے لگے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول اور فرِشتوں کی ناپَسندیدگی کے باوُجود شوق کے لئے کتا پالنا کوئی اچھی چیز نہیں ہے کیونکہ اگر کتا باؤلا ہو جائے اور گھر کے کسی فَرد کو کاٹ لے تو ہَلاکَت کا اَندیشہ ہے۔ نیز اُس کے لُعاب میں خاص قسم کا زَہر ہے اسی لئے اسلام میں کتے کے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہاں، وہ نَجِس العین نہیں ہے۔ لِھٰذا اس کا جسم اگر خشک ہو اور کپڑوں کو چھو جائے تو کَپڑے ناپاک نہ ہونگے۔ نیز صُحبَت کا اَثر انسان پر پڑتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کتا پالنے والا انسان، انسانوں سے نفرت نہ کرنے لگے کیونکہ کتا اپنی قوم سے نفرت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی کتا جب اپنے علاقے میں دوسرے کتے کو دیکھتا ہے تو اس کے اوپر بھونکنے اور لڑنے لگتا ہے۔ نیز موجودہ دور میں سَب سے زِیادَہ کتوں سے محبت کرنے والے یہودی اور عیسائی ہیں۔ انگلستان کی مشہور خاتون مِسز ایم سی وھیل جب بیمار ہوئیں تو انہوں نے وَصیَّت کی کہ میری ساری جائداد کتوں کو دے دی جائے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی وَصیَّت کے مطابق اب ان کی جائداد کے وارث کتے ہیں۔ اس جائداد سے کتوں کی پرورِش اور ان کی اَفزائِش نَسل ایک ٹرَسٹ کے تحت جاری ہے۔ کتے سے متعلق چند اہم اَحادیث درج ذیل ہیں۔

(۱) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ (تِرمِذی کِتَاب الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ایسے گھر میں فرشتے داخِل نہیں ہوتے جس میں کوئی کُتّا یا کوئی تصویر یا مُجسَّمے ہوں۔

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ (بُخاری کِتَاب الْمُزَارَعَةِ)

ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جِس آدمی نے کتا رکھا تو اُس کے عَمَل میں سے ہَر دِن ایک قیراط کَم ہوتا رہے گا سوائے کھیتی اور ریوڑ کی حِفاظَت کرنے والے کتے کے۔ قیراط اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقرر پیمانہ ہے جنازہ میں شامل ہونے کے ثواب والی حدیث میں مذکور قیراط کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جب ثواب میں ایک قیراط کمی کی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ شخص گناہ گار ہے کیونکہ اجر وثواب کا ختم کر دینا یا گناہ کا حاصل ہونا دونوں ہی اس عمل کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ایسا ہوا ہو۔

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے سات مرتبہ دھوئے جن میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ ہو۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور اس کے ایک لفظ میں ہے کہ اسے گرا دو۔ (بلوغ المرام باب المیاہ کتاب الطھارۃ)۔ اس طَرح اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کا پانی گرا دینے اور اسے سات دفعہ دھونے کا حکم ہے۔ مٹی سے دھونے کی وجہ یہ ہے کہ مٹی کے اندر جراثیم کو قَتل کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے۔

(۴) خالص سیاہ رنگ کا کتا نمازی کے آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اگر اس کے سامنے سترہ نہ ہو اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ: "سیاہ کتا شیطان ہے۔ (صحیح مسلم باب مایستر المصلی)۔

احادیث میں جو عورت، گدھا اور کالے کتے کا ذکر ہے یہ وہ اشیا ہیں جو انسان کی نماز میں بگاڑ کا سبب بن سکتی ہیں۔ کیونکہ نمازی کے آگے سے ان اشیا کا گزرنا خشوع اور خضوع کو مٹانے کے مترادف ہے۔ یہی حدیث کا مقصود ہے۔ اگر آپ نماز ادا کر رہے ہیں اور کتا وہ بھی کالا آپ کے سامنے بھونکنا شروع کر دے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نماز سے خشوع وخضوع جاتا رہے گا۔ اسی طریقے سے اگر آپ نماز کی حالت میں ہیں اور ایک عورت آپ کے سامنے سے گزر جائے تب بھی آپ کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے اور بعینہ یہی حالت گدھے کی ہے جب وہ اپنی کریہہ آواز سے رینکے گا تو یقیناً نماز میں خلل اور خرابی واقع ہو گی۔

(۵) عبد اللہ بن مغفل روایَت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے امتوں میں سے ایک امت ہیں تو میں تمام کتے مار ڈالنے کا حکم دے دیتا تو تم ان میں سے خالص سیاہ کو مار دو۔ (ابو دائود، ترمذی، مشکوۃ باب ذکر الکتاب)۔

(۶) حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر ۲۴۸۲ کتاب الھبۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے بری مثال ہمارے لئے نہیں ہے جو شخص اپنا ہبہ (تُحفہ) واپس لیتا ہے، وہ کتے کی طرح ہے جو اپنی قے دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔

(۷) صحیح بخاری اور مسلم میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی پانچ چیزیں فاسق ہیں انہیں حرم اور غیر حرم میں قتل کیا جائے سانپ اور سیاہ وسفید کوّا، چوہیا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔ (مشکوۃ کتاب المناسک)۔

کُتّے کا بَیان ہے۔ شریعَتِ اسلامیہ میں شِکاری کتے سے (trained) سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۴ میں مُعَلَّم شِکار کی چار شرطیں ہیں۔ (۱) مُعَلَّم یعنی سَدھایا ہوا ہو (۲) مالِک شِکار پر چھوڑے تو جائے خود ہی نہ چلا جائے (۳) شِکار سے خود نہ کھائے بلکہ مالِک کے پاس لے آئے (۴) شِکار کرنے والا بسم اللہ پڑھ کر کتے کو چھوڑے۔ مسئلہ: اگر ایسے کتے سے شِکار کے وقت شِکار مَر بھی جائے تو بغیر ذبح کئے حلال ہے۔ اور اِسی طَرح جَب تین قِسم کے کتوں (۱) کلبِ ماشِیہ (۲) کلبِ صید (۳) کلبِ الحِراسہ سے اِنتِفاع جائز ہے تو اُن کی خَرید وفَروخت بھی جائِز ہے۔ ساتھ ہی اَصحابِ کَہف کے ساتھ رہنے والے کتے سے اس کی وفاداری کا پتہ چلتا ہے اور شِکار میں انسان کی معاوَنَت بھی۔-------

دنیا میں بھونکنے والے کتے بہت ہیں۔ جینا چاہتے ہیں تو انکی آواز نہ سننے کی صلاحیت پیدا کریں۔
ممتاز مفتی

اداریہ

تعلیم و ترَقِّی

حافظ جلال الدین القاسمی

ہم یہ پڑھتے اور سنتے آئے ہیں کہ تعلیم اور ترقی دو بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ تعلیم جہاں آتی ہے وہاں روشنی آتی ہے کیونکہ علم نور ہے اور نور کے آنے سے تاریکیاں رفوچکر ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ کیسی تعلیم ہے کہ جیسے جیسے یہ آگے بڑھتی جارہی ہے تمام اچھی قدروں کا جَنازہ نِکلتا جارہاہے۔ اِنسانیت، اَخلاق، مُروّت، سیر چشمی، باہمی محبت، ھمدردی، غمگساری، اِخلاص اور حقوق کی اَدائیگی کا اِحساس، ساری چیزیں ایک ایک کر کے رُخصت ہوتی جارہی ہیں۔ سَب اِسکولوں میں تعلیمی نِظام اچھا ہو نہ ہو، تام جھام اور بھاری ڈونیشَن اَصل ہے۔ بچے پڑھیں نہ پڑھیں، ٹیچر کی بَلا سے، اسے تنخواہ تو مِل ہی رَہی ہے۔ مَریض مریں یا جئیں ڈاکٹر کی بَلا سے، ظالم سے مَظلوم کو حق ملے نہ ملے وکیل کی بَلا سے، سَڑکیں چند دِنوں میں گڑھا بَن جائیں، پُل چند دِنوں میں ڈھ جائیں بِلڈر کی بَلا سے، شہر کی سَماجی اور اَخلاقی حالَت بَد سے بدتر ہو جائے سِیاسَت دانوں کی بَلا سے۔ اَکثر سَماجی فَلاح و بَہبُود کے دعوے داروں کو کسی چیز سے دِلچسپی نہیں، سَماج جائے بھاڑ میں اُن کی بَلا سے۔ اَکثر سَرکاری اَہل کاروں کو فقط نِچھاوَر سے غَرَض ہے مظلوموں کی آہیں اُن پَر کوئی اَثَر نہیں کرتیں۔ فِلمی اَداکار جو سیدھی راہ سے ہَٹی ہوئی ہماری نئی نَسل کے آئیڈیَل ہیں، وہ فَحّاشی اور عُریانِیَت کے سارے ریکارڈ توڑتے جارہے ہیں اور ننگاپَن آرٹ بنتا جارہاہے۔ غُنڈے اور شَرارت پَسند لوگ دَندَناتے پھِر رہے ہیں اور شَریف لوگوں کا جینا دوُبھر ہے۔ سَرکاری دَفاتِر میں رِشوَت خوری کا بازار گرم ہے۔ جب تک وہاں کرُسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی جیبیں نہ گَرم کی جائیں، چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نہیں ہوتا۔ رَہے ہمارے تعلیمی مَراکِز تو وہ پیسہ کَمانے کے اَڈّے اور اُن کے ذِمّہ داران اَقربا پَروَری کی عَلامَت بَن چُکے ہیں۔ اور ترقی کے بارے میں ہم نے پڑھا ہے کہ ترقی جَہاں آتی ہے وَہاں اَمن واَمان کی فِضا قائم ہو جاتی ہے۔ مگَر یہ کیسی ترقی ہے کہ اِنسانی جان محفوظ نہیں ہے۔ لوگوں کو سَفر کرتے ہوئے ڈَر لگتا ہے کہ کہیں اُنہیں گوشت خور سمجھ کر مار نہ دِیا جائے۔ یہ کیسی ترقی ہے کہ جہاں اِنسان کا مَقام مکھی، مچھّر اور جانوَر سے بھی کَم ہے۔ یہ کیسی ترقی ہے کہ عورتوں کی آبرو محفوظ نہیں ہے۔ راستوں میں گاڑیاں روک کر اُن سے زِنا بِالجَبر کیا جاتا ہے اور کاروائی کے نام پر صرف لیپا پوتی ہوتی ہے۔ یہ کیسی ترقی ہے کہ سَرحد پر دُشمَن ہم پر بُری نَظریں لَگائے ہوئے ہیں اور ہَمارے سِیاسَت داں اور ہَماری میڈیا فُضول کے مَسائل میں اُلجھے اپنی توانائی ضائع کر رہے ہیں۔ اِس تَناظُر میں کیا ہم یہ سمجھیں کہ تعلیم و ترقی کے معنی بَدَل گئے ہیں؟! کیا ہمیں ایسا نہیں لگتا کہ کہیں بہت بڑی لیکیج Leakage ہے اور ہمیں اسے جَلد اَز جلد بَند کرنا چاہیے، وَرنہ کہیں ہم تاریخ کا عبرَت ناک باب نہ بَن جائیں۔ کیا ہمیں اِس کا عِلاج یہ نظر نہیں آتا کہ ہم اپنی تعلیم و ترقی کو رُوحانِیَت سے جوڑیں، وَرنہ خالِص مادِّیَت پَرَستی ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گی۔ سُننے میں آرہا ہے کہ ہماری موجودہ گَورنمنٹ تمام شُعبوں میں شَفّافِیَت لانے کی کوشش کَر رہی ہے۔ اَگر ایسا ہے تو اچھے اور مُخلِص اور باصَلاحیت لوگوں کے لئے یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔

نِکاتِ قرآنیہ

حافظ جلال الدین القاسمی

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد (آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے

الا تنبیہ کیلئے ہے کہ اسکے آگے جو بات کہی جارہی ہے اسے پوری توجہ سے سنو، پھر متعلق کو مقدم کر دیا جس سے تخصیص پیدا ہوگئی کہ اے لوگو تم سکون کہاں تلاش کر رہے ہو؟ سکون دل تو صرف یہاں ہے کہ جس طرح دنیا میں ہر چیز کے ملنے کی ایک جگہ ہوتی ہے وہ وہیں ملتی ہے، جیسے موتی سمندروں کی گہرائیوں میں ملتے ہیں اسے صحرا میں تلاش نہیں کیا جاتا، ایسے ہی سب سے بڑی نعمت سکون دل ہے اور یہ صرف اللہ کی یاد میں ملتی ہے۔
یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے دنیاوی عیش پاکر لوگ مطمئن دکھائی دیتے ہیں، کچھ لوگوں کو گانے بجانے میں، کچھ کو شراب وشباب میں سکون ملتا ہے تو اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ یہ سکون واطمینان فقط دکھاوا ہے، اسکی مثال اس شیر خوار بچے کی ہے جو بھوک سے رورہا ہے مگر ماں کسی کام میں مصروف ہے لہذا پلاسٹک کا ایک نپّل اسکے منہ میں ڈال دیتی ہے تو تھوڑی دیر کیلئے وہ چپ ہو جاتا ہے مگر اسکی بیقراری ختم نہیں ہوتی جب تلک کہ ماں اسے اپنے آغوش میں لیکر اپنا دودھ نہ پلا دے۔
اللہ کے ذکر سے غافل لوگ بظاہر جو مطمئن نظر آرہے ہیں وہ در حقیقت نپّل چوس رہے ہیں۔

ریاکاری

موجودہ دور میں ہر شخص اپنی ظاہری حالت بہتر بنانے میں مگن ہے اور کسی کو باطن کی فکر ہی نہیں ہے۔ ایک وقت تھا جب لوگ ظاہری طور پر بالکل سادہ مگر اندر سے علم و عمل کا سمندر ہوتے تھے مگر آج کل کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ آج معاشرے کا ہر شخص ظاہر بینی میں دوسروں پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عبادات، جو کہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، ان میں بھی ریاکاری اور دکھاوے کا عنصر غالب نظر آتا ہے۔ کئی لوگ عبادتیں اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ انہیں نمازی، حاجی اور پرہیز گار کہیں۔ شہر عزیز میں کئی جگہوں پر بڑے بڑے پوسٹرس دیکھے جاسکتے ہیں کہ ہم حج پر جارہے ہیں، ہم سے ہوئی غلطیوں کو معاف فرمائیں۔ ان پوسٹرس کے پیچھے بھی یہی ریاکاری کی منشاء نظر آتی ہے کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ فلاں ابن فلاں حج پر جارہے ہیں۔
رب قدوس نے قرآن مجید میں ریاکاری کی انتہائی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے۔ چناں چہ ارشاد فرمایا: ترجمہ: ''وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو کہ اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور در حقیقت وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی روز آخرت پر۔'' (سورۃ النساء آیت ۳۸)
نبی اکرم نے صحابہ کرام سے فرمایا ''جب الحزن سے پناہ مانگا کرو'' عرض کیا ''جب الحزن'' کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اس میں وہ لوگ ڈالے جائیں گے جو کہ نیکی محض لوگوں کو دکھانے کے لیے کرتے ہیں۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)
شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ پہلے تو کسی کو بھی کوئی نیک اعمال کرنے نہیں دیتا، لیکن پھر بھی اگر کوئی نیک اعمال کرتا ہے تو شیطان اس پر مختلف قسم کے حملے کرتا ہے۔ کسی کی نیت میں غرور و تکبر اور کسی کی نیت میں ریاکاری اور دکھاوا شامل کر دیتا ہے اور ان کی نیکیاں ضائع کروا دیتا ہے۔ اسی لیے بروز قیامت نیکیوں کی گنتی کے بجائے ان کا میزان پر وزن کیا جائے گا تاکہ اخلاص کا پتا چل سکے۔ اللہ کی رضا کے لیے ایک روپیہ دینے والے کا وزن پہاڑ سے زیادہ ہو جائے گا اور پہاڑ جتنے وزن کے مال و دولت کا وزن ریاکاری کی وجہ سے ایک روپے سے بھی گھٹ جائے گا۔ رب تعالیٰ ہر مسلمان کو رب کی رضا کے لیے نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ریاکاری، جو کہ آج ایک معاشرتی برائی بن گئی ہے، اس سے معاشرے کو پاک فرمائے۔ آمین

(گزشتہ سے پیوستہ)

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا (آخری قسط)

غلام مصطفٰے ظہیر امن پوری

یہی بات حافظ نووی رحمہ اللہ نے کہی ہے۔ (شرح صحیح مسلم : ۴۵۵/۱)

فائدہ : الأیّم کا لفظ اگرچہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے عام ہے، لیکن یہاں اس سے مراد شوہر دیدہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ **البکر** کا عطف **الأیّم** پر ہے، معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے، اس کی تائید صحیح مسلم (۴۹۵/۱، ح:۱۴۲۱) کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: **الثّیّب أحقّ بنفسها من ولیّها .** ''شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کی اپنے ولی سے بڑھ کر حق دار ہے۔''

حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **قال العلماء الأیّم هنا الثّیّب .**
''علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہاں **الأیّم** سے مراد شوہر دیدہ عورت ہے۔'' (شرح مسلم للنووی : ۴۵۵/۱)

امام سعید بن مسیّب اور امام حسن بصری ایسی عورت جس نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلیا ہو، اس کے بارے میں فرماتے ہیں:
یفرّق بینهما . ''ان دونوں کے درمیان جدائی واقع کی جائے گی۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ : ۱۳۱/۲/۴، ح: ۱۶۱۷۶، وسندہٗ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وبهذا یقول سفیان الثّوری والأوزاعیّ ومالک وعبداللّٰه ابن المبارک والشّافعیّ وأحمد واسحاق .**
''امام سفیان بن سعید ثوری، امام اوزاعی، امام مالک، امام عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' (سنن ترمذی، تحت حدیث : ۱۱۰۷)

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:
فانّه دلّ علیه القرآن فی غیر موضع والسّنّة فی غیر موضع ، وهو عادة الصّحابة ، انّما کان یزوّج النّساء الرّجال ، لا یعرف أنّ امرائة تزوّج نفسها ، وهذا ممّا یفرّق فیه بین النّکاح ومتّخذات أخدان .
''اس کی دلیل قرآن وسنت میں بارہا مقامات پر موجود ہے، یہی صحابہ کی عادت تھی، مرد ہی عورتوں کا نکاح کرتے تھے، یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ (اس دور میں) کسی عورت نے اپنا نکاح خود کرلیا ہو، اسی بات سے نکاح اور ناجائز آشنائی والیوں میں فرق ہوتا ہے۔'' (مجموع الفتاویٰ: ۱۳۱/۳۲)

ابنِ قدامہ المقدسی لکھتے ہیں: **انّ النّکاح لا یصحّ الّا بولیّ ولا تملک المرأة تزویج نفسها ولا غیرها ولا توکیل غیر ولیّها فی تزویجها ، فان فعلت لم یصحّ النّکاح .**
''ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں، نہ ہی عورت اپنا یا کسی اور عورت کا نکاح کرسکتی ہے، نہ اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو اپنے نکاح کی ذمہ داری دے سکتی ہے، اگر ایسا کرے گی تو نکاح درست نہ ہوگا۔'' (المغنی : ۱۴۹/۶)

شاہ ولی اللہ الدہلوی الحنفی نکاح میں ولی کی اجازت شرط ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
وفی اشتراط الولیّ فی النّکاح تنویه أمرهم واستبداد النّساء بالنّکاح وقاحة منهنّ ، منشؤها قلّة الحیاء واقتضاب علی الأولیاء وعدم اکتراث لهم ، وأیضا یجب أن یمیّز النّکاح من السّفاح بالتّشهیر وأحقّ التّشهیر أن یحضره أولیائها .
''نکاح میں ولی کی جو شرط لگائی گئی ہے، اس میں ولیوں کی شان کو بلند کرتا ہے اور عورتوں کا نکاح کے ساتھ منفرد ہونا یہ ان کی رسوائی ہے، جس کا باعث قلتِ حیاء، مردوں پر برجستہ ہونا اور ان کی پرواہ نہ کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ نکاح کو بدکاری سے تشہیر کے ساتھ جدا کیا جائے اور اس تشہیر میں سب سے زیادہ حق دار چیز ولیوں کا حاضر ہونا ہے۔'' (حجۃ اللہ البالغۃ : ۱۲۷/۲)

اعتراض : **انّ عائشة زوج النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم زوّجت حفصة بنت عبدالرّحمن ، المنذر بن الزّبیر ، وعبدالرّحمن غائب بالشّام ، فلمّا قدم عبدالرّحمن قال : ومثلی یصنع هذا به ؟ ومثلی یفتات علیه ؟ فکلّمت عائشة المنذر بن الزّبیر ، فقال المنذر : فان ذالک بعد عبدالرّحمن ، فقال عبدالرّحمن : ما کنت لأردّ أمرا قضیتنیه ، فقرّت حفصة عند المنذر ، ولم یکن ذالک طلاقا .**
''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ بنتِ عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کردیا، جبکہ عبدالرحمٰن شام کے سفر پر تھے، جب وہ آئے تو کہنے لگے، کیا میرے جیسے شخص کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے؟ کیا میرے جیسے شخص کے مشورے کے بغیر کام کیا گیا ہے؟ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر سے بات کی، منذر نے کہا، یہ کام عبدالرحمٰن کے بعد ہوا تھا، عبدالرحمٰن نے کہا، میں اس معاملے کو رد نہیں کرسکتا جس کو آپ نے طے کردیا ہے، لہٰذا حفصہ منذر کے ہاں ہی رہیں اور یہ طلاق نہ ہوئی۔'' موطا امام مالک : ۵۵۵/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی : ۱۱۲/۷-۱۱۳)

جواب : یہ معاملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے اور مشورے سے طے پایا تھا، اس لیے نکاح کی نسبت ان کی طرف کردی گئی ہے، ولی کوئی اور ہوگا، کیونکہ ایک عورت دوسری عورت کی ولی نہیں بن سکتی، اس میں اشارہ تک نہیں ملتا کہ یہ نکاح ولی کے بغیر ہوا تھا، جیسا کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
وأجیب بأنّه لم یرد فی الخبر التّصریح بأنّها باشرت العقد ، فقد یحتمل أن تکون البنت المذکورة ثیّبا ودعت الی کفئ وأبوها غائب ، فانتقلت الولایة الی الولیّ الأبعد أو الی السّلطان.
''اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں یہ وضاحت موجود نہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود نکاح کیا تھا، احتمال ہے کہ مذکورہ لڑکی بیوہ ہو اور وہ ہم سر رشتے کے سپرد کردی گئی اس حال میں کہ اس کا باپ غائب تھا، چنانچہ ولایت دور والے ولی یا حاکمِ وقت کی طرف منتقل ہوگئی۔'' (فتح الباری : ۱۸۶/۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
انّما أرید به انّها مهّدت تزویجها ، ثمّ تولّی عقد النّکاح غیرها ، فأضیف التّزویج الیها ، لأنّها فی ذالک وتمهیدها أسبابه ، واللّٰه أعلم !
''اس سے مراد یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کا بندوبست کیا تھا، جبکہ نکاح کا ولی وہ نہیں بنی تھیں، مگر (اس بندوبست کی وجہ سے) نکاح کی نسبت ان کی طرف کردی گئی، کیونکہ وہ اس نکاح کے بندوبست میں شریک تھیں اور نکاح کا بندوبست کرنا یہ اس نکاح کے اسباب میں سے ہے، (لہٰذا سبب بننے والے کی طرف نسبت ہوگئی۔'' (السنن الکبریٰ للبیہقی : ۱۱۳/۴)
ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی روایت کے خلاف کچھ نہیں کیا، والحمدللہ!

عبدالرّحمن بن الزّناد عن أبیه من الفقهاء الّذین ینتهی الی قولهم من تابعی أهل المدینة ، کانوا یقولون : لا تعقد امرأة عقدة النّکاح فی نفسها ولا فی غیرها .
'عبدالرحمٰن بن زناد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جن تابعین کے قول کو فیصلہ کن سمجھا جاتا تھا، وہ کہتے تھے کہ عورت نہ خود اپنا نکاح کرسکتی ہے، نہ کسی اور عورت کا۔'' (السنن الکبریٰ للبیہقی : ۱۱۳/۴)

مُشہور تابعی امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
لا تنکح المرأة المرأة ''کوئی عورت دوسری عورت کا نکاح نہیں کرسکتی۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ : ۱۳۴/۲/۴، وسندہٗ صحیح)

فائدہ : امام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:
لا تنکح المرأة نفسها ، وکانوا یقولون : انّ الزّانیة هی الّتی تنکح نفسها .
''عورت اپنا نکاح خود نہیں کرسکتی، وہ (صحابہ وتابعین) کہا کرتے تھے کہ جو عورت خود اپنا نکاح کرتی ہے، وہ بلاشبہ زانیہ ہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ : ۱۳۴/۲/۴، وسندہٗ صحیح)

اعتراض نمبر ۲ : سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
انّه أجاز نکاح امرأة بغیر ولیّ ، أنکحتها أمّها برضاها .
''آپ نے ایک عورت کا بغیر ولی کے نکاح جائز قرار دیا، اس کی ماں نے اس کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ : ۱۳۲/۲/۴)

تبصرہ : اس کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، کیونکہ:

- ☆۱ اس میں ابومعاویہ الضریر ''مدلس'' ہیں اور ''عن'' سے روایت کررہے ہیں۔
- ☆۲ اس میں ایک مبہم ومجہول راوی موجود ہے۔
- ☆۳ یہ قرآن وحدیث اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کے بھی خلاف ہے۔

ختم شد

☆☆..........☆☆..........☆☆

'ماجرا' کیا ہے؟

از: حافظ جلال الدین القاسمی

غالب کی فارسی دیوان کا پہلا حمد یہ شعر ہے۔ اے بخلا و ملا خوئے تو ہنگامہ زا۔ باہمہ در گفتگو بے ہمہ در ماجرا۔ مرقومہ بالا شعر کے مصرعہ اولی میں دو الفاظ "خلا" اور "ملا" عربی ہیں اور مصرعہ ثانیہ میں ایک لفظ ماجرا عربی ہے۔ خلا کو عربی میں ھمزہ کے ساتھ خلاء اور ملا کو عربی میں مَلا بغیر ھمزہ کے لکھا جاتا ہے۔ یہ اس صورت میں جب ان دونوں کو اسم مانا جائے اور اگر فعل مانا جائے تو باب **نَصَرَ یَنصُرُ** سے "**خلا یخلو**" (خالی ہونا) سے ماضی ہوگا اور اس کا ترجمہ ہوگا 'خالی ہُوا'۔ وہ خالی جگہ جو آسمان اور زمین کے درمیان، اسی طرح خالی صُراحی وغیرہ میں محسوس ہوتی ہے جبکہ اس میں کسی جسم کے نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، یعنی مکان کا ہر قسم کے مکین سے خالی ہونا 'خلا' ہے۔ مثلاً دو صراحیاں قریب قریب رکھی ہوں مگر وہ ایک دوسرے سے لگی ہوئی نہ ہوں نہ ان کے درمیان کوئی چیز ہو تو آپکو دونوں صُراحیوں کے درمیان ایک اِمتِداد محسوس ہوگا جسکو کوئی بھی جسم بھر سکتا ہے لیکن ابھی وہ ہر شاغِل سے خالی ہے۔ یہی بُعد 'خلا' ہے۔ اور **مَلَا یَملَئُوُ** باب **فَتَحَ یَفتَحُ** سے ہوگا۔ اور اس کا ترجمہ ہوگا 'بھرنا' اور 'مَلَا' ماضی ہوگا اور ترجمہ ہوگا 'بھر دیا'۔ جسم کو 'ملا' کہتے ہیں کیونکہ وہ مکان کو بھرتا ہے۔ اور پہلے مصرعے میں 'ہنگامہ زا' فارسی ترکیب ہے۔ اس ترکیب کو اسمِ فاعِل سَماعی کہا جاتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مُضارع واحد حاضر کے آگے سے 'ی' کو ہٹا کر شروع میں کوئی اسم بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے 'زائیدَن' یعنی پیدا کرنا، اس کا مضارع 'زایَد' ہے۔ اس کی گردان اس طرح ہوگی: زایَد، زایند، زائی، زائید، زایَم، زائیم، اس میں 'زائی' مُضارع واحِد حاضر ہے۔ اس کے آخر سے 'ی' گرا کر ابتدا میں لفظ 'ہنگامہ' جو اسم ہے، بڑھا دیا گیا، اور لفظ 'ہنگامہ زا' ہو گیا۔ چونکہ یہ اسم فاعل ہے تو ترجمہ ہوگا 'ہنگامہ پیدا کرنے والا'۔ اس شعر کی تشریح صوفی غلام مُصطفیٰ تبسم نے اس طرح کی ہے۔ خلا و ملا دو اسطلاحیں ہیں جو فلسفہ مابعد الطبیعیّات میں مُستَعمل ہیں۔ فلسفیوں کے نظریہ تکوین کے مطابق جب یہ دُنیا وجود میں نہیں آئی تھی تو 'خلا' کا عالَم تھا۔ کائنات کے وجود میں آنے کے بعد یہی 'خلا'، 'مَلا' میں تبدیل ہو گیا۔ خلا کا مفہوم 'خالی ہونا' ہے اور مَلا اس کی ضِد ہے یعنی 'پُر ہونا'، یعنی خالی جگہ پُر ہو گئی۔ شعر کا سادہ اُردو ترجمہ یہ ہے۔ "خدایا تیری ذات خلا ہو یا مَلا ہنگامہ آفرینی کی خوگر ہے۔ سَب کے موجود ہونے پر تو ان سے محوِ گُفتگو ہوتا ہے، اور جب کچھ نہ ہو تو تیری ذات پھر بھی اپنی پوری شان ہوتی ہے۔" تشریح: اللہ تعالیٰ کی جلوہ گری اور شانِ خدائی ہر عالم میں ہر آن قائم رہتی ہے اور اس کی موجودگی کا ہر ایک کو احساس ہے گویا وہ ہر ایک مخلوق سے محوِ گفتگو ہے۔ اور جب یہ حالَت نہ تھی تو اس وقت بھی وہ اپنی شانِ خود نُمائی میں مَصروف کار تھا اور اس کے جَمال کی اَدائیں مصروفِ کار تھیں حالانکہ ان کا دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ کائنات میں اس کی شان کے جاری و ساری ہونے کو غالِب نے ہنگامہ زائی سے تعبیر کیا ہے۔ اور جب یہ ہنگامے نہ تھے اور ذاتِ حَق کی اَدائیں اپنے شَباب پر تھیں، اسے غالِب نے 'ہمہ دَر ماجَرا' سے تعبیر کیا ہے۔ غالب کا ایک اردو شعر نسخہ حمیدیہ میں اس طرح ہے: نغمہء بے دِلاں اَسَد سازِ فَسانگی نہیں۔ بِسمِلِ دَردِ خُفتہ ہو، گریہ کو ماجرا سَمجھ، اس شعر کا مفہوم قنتوری نے اس طرح بَیان کیا ہے: "بے دِلوں کی نغمہ سَرائی، افسانہ گوئی نہیں ہے۔ اس نغمہ درد انگیز کا لُطف اُٹھانے کے لئے پہلے دل میں درد پیدا کرنا ضروری ہے"۔ غالِب کے مذکورہ فارسی اور اردو شعر میں جو لفظِ ماجَرا ہے در حقیقت اسے لفظ نہیں بلکہ ترکیب کہا جائے اور یہ خالِص عربی لفظ بلکہ عَرَبی ترکیب ہے۔ یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ "ما" اور "جَری"۔ عربی میں "ما" ۵ معنوں میں مستعمل ہے۔ (۱) مصدَرِیہ (۲) کافَّہ (۳) نافِیہ (۴) موصوُلہ (۵) اِستِفہامیہ۔ ماجرا میں "ما" موصولہ ہے۔ اور ما موصولہ ترجمہ ہوتا ہے "وہ جو" اور لفظِ جرا در حقیقت جَری ہے اور یہ باب ضَرَبَ یَضرِبُ سے ماضی ہے۔ اس کا مضارع یَجری ہے اور اس کا مصدَر "جَری، جَرَیان اور جریۃ" ہے جس کا معنیٰ ہے دوڑنا، بہنا، رَواں ہونا، چلنا، جاری ہونا۔ اسی سے عربی کا مُحاوَرہ ہے "جری فُلانُ مجری فُلانِ": فلاں کا حال فلاں جیسا۔ اب غور سے دیکھیں ما موصولہ کا ترجمہ ہے "وہ جو" اور "جری" ماضی ہے جس کا ترجمہ ہے "چلا گیا، گُزر گیا، بیت گیا"۔ ما موصولہ کے ساتھ اس کا ترجمہ ہوگا "وہ چیز جو بیت گئی۔ اس لَفظ یا تَرکیب کو جب اردو اور فارسی میں لایا گیا تو ماجری کی اَصلی شَکل کو "ماجرا" کر دیا گیا۔ اور اس کا ترجمہ کیا گیا جیسا کہ صاحبِ لُغاتِ کشوری نے لکھا ہے "ماجرا یعنی (۱) وارِدات (۲) جو چیز گُزر گئی (۳) سَرگُزشت (۴) زمانہ گُزشتہ کا حال۔ اس مضمون سے ان تمام حضرات تک جو اردو لکھتے پڑھتے ہیں یہ پیغام جاتا ہے کہ وہ صرف اردو زبان ہی پڑھنے پر اِکتِفانہ کریں بلکہ حتی الوُسع اُن زَبانوں کی بھی شُدبُد رکھیں جن کے الفاظ اردو زَبان میں کثرت سے مُستَعمَل ہوں۔ ورنہ ایسے لوگ محقق نہیں نِرے مُقلّد ہیں کہ لفظ اور ترکیب کی حقیقَت تک رَسائی حاصِل کئے بغیر لکھتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ اور اپنے زعم کے مطابق بہت بڑے شاعِر و اَدیب بنے بیٹھے ہیں۔

یاس یگانہ چنگیزی

دنیا کا چلن ترک کیا بھی نہیں جاتا
اس جادۂ باطل سے پھرا بھی نہیں جاتا
زندان مصیبت سے کوئی نکلے تو کیونکر
رسوا سر بازار ہوا بھی نہیں جاتا
دل بعد فنا بھی ہے گراں بار امانت
دنیا سے سبک دوش اٹھا بھی نہیں جاتا
کیوں آنے لگے شاہد عصمت سر بازار
کیا خاک کے پردے میں چھپا بھی نہیں جاتا
اک معنی بے لفظ ہے اندیشۂ فردا
جیسے خط قسمت کہ پڑھا بھی نہیں جاتا

ساقی فاروقی

یہ کون آیا شبستاں کے خواب پہنے ہوئے
ستارے اوڑھے ہوئے ماہتاب پہنے ہوئے
تمام جسم کی عریانیاں تھیں آنکھوں میں
وہ میری روح میں اترا حجاب پہنے ہوئے
مجھے کہیں کوئی چشمہ نظر نہیں آیا
ہزار دشت پڑے تھے سراب پہنے ہوئے
قدم قدم پہ تھکن ساز باز کرتی ہے
سسک رہا ہوں سفر کا عذاب پہنے ہوئے
مگر ثبات نہیں بے سبیل رستوں میں
کہ پاؤں سو گئے ساقی رکاب پہنے ہوئے

•خوبصورت اشعار•

◆ خدا کے واسطے مُہرِ سُکوت توڑ بھی دے	تمام شہر تری گفتگو کا پیاسا ہے
◆ آدمی، آدمی کو کھائے چلا جاتا ہے	کچھ تو تحقیق کرو اس نئی بیماری پر
◆ کچھ اس طرح سے وہ شامل ہوا کہانی میں	کہ اس کے بعد جو کردار تھا فسانہ ہوا
◆ اب گھر بھی نہیں گھر کی تمنا بھی نہیں ہے	مدت ہوئی سوچا تھا کہ گھر جائیں گے اک دن
◆ میں نے چاہا تھا کہ اشکوں کا تماشا دیکھوں	اور آنکھوں کا خزانہ تھا کہ خالی نکلا
◆ وہ خود ہارے ہوئے ہیں زندگی سے	جو دنیا پر حکومت کر رہے ہیں
◆ جو دیکھتا ہوں وہی بولنے کا عادی ہوں	میں اپنے شہر کا سب سے بڑا فسادی ہوں
◆ آگ کے سمندر کو پار کرنا پڑتا ہے	تب کہیں زمانے میں ہستیاں چمکتی ہیں
◆ تم راہ میں چپ چاپ کھڑے ہو تو گئے ہو	کس کس کو بتاؤ گے کہ گھر کیوں نہیں جاتے

یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں!!!

احمد فراز

سُنا ہے لوگ اُسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں
سو اُس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے ربط ہے اُس کو خراب حالوں سے
سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے دن کو اُسے تتلیاں ستاتی ہیں
سُنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کے بدن کی تراش ایسی ہے
کہ پھول اپنی قبائیں کتر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کو بھی ہے شعر و شاعری سے شغف
سو ہم بھی معجزے اپنے ہنر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے درد کی گاہک ہے چشمِ ناز اُس کی
سو ہم بھی اُس کی گلی سے گزر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے حشر ہیں اُس کی غزال سی آنکھیں
سُنا ہے اُس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کی سیاہ چشمگیں قیامت ہے
سو اُس کو سُرمہ فروش آہ بھر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے رات اُسے چاند تکتا رہتا ہے
ستارے بامِ فلک سے اُتر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے رات سے بڑھ کر ہیں کاکلیں اُس کی
سُنا ہے شام کو سائے گزر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کے لبوں سے گلاب جلتے ہیں
سو ہم بہار پر الزام دھر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے اُس کی شبستاں سے متصل ہے بہشت
مکیں اُدھر کے بھی جلوے اِدھر کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے آئینہ تمثال ہے جبیں اُس کی
جو سادہ دل ہیں اُسے بن سنور کے دیکھتے ہیں
سُنا ہے چشمِ تصور سے دشتِ اِمکاں میں
پلنگ زاویے اُس کی کمر کے دیکھتے ہیں
رُکے تو گردشیں اُس کا طواف کرتی ہیں
چلے تو اُس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں
بس اِک نگاہ سے لُٹتا ہے قافلہ دل کا
سو رہروانِ تمنّا بھی ڈر کے دیکھتے ہیں
اب اُس کے شہر میں ٹھہریں کہ کُوچ کر جائیں
فراز آؤ ستارے سفر کے دیکھتے ہیں

ایک جانور کی قربانی ایک گھرانہ کی طرف سے کافی ھے

مقبول احمد سلفی (اسلامک دعوۃ سنٹر شمالی طائف (مسرہ)

قربانی سنت مؤکدہ ہے اور اس کی بڑی تاکید آئی ہے، جسے قربانی کی وسعت ہو اسے قربانی کرنا چاہئے۔ بہت سے لوگ قربانی کے مسائل نہیں جانتے اس وجہ سے پریشانی بھی ہوتی ہے اور قربانی میں غفلت وسستی بھی۔ یہاں میں بتلانے جارہا ہوں کہ ایک بکرا یا بکری گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہے۔ ہمارے یہاں رواج یہ ہے کہ ایک جانور ایک آدمی کے طرف سے ہی دیا جاتا ہے اور گھروں میں ایک سال باپ کی طرف سے، دوسرے سال ماں کی طرف سے، تیسرے سال بیٹے کی طرف سے، چوتھے سال بیٹی کی طرف سے۔ اس طرح قربانی کا رواج چلتا ہے جبکہ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایک بکرے کی قربانی میں گھر کا سرپرست یعنی باپ کے ساتھ، اس کی بیوی اور بچے سب شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ عمل رسول اللہ، صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے۔ گویا یہ بات متحقق ہے کہ ایک قربانی پورے ایک فیملی ممبرس کے لئے کافی ہے، اس کے لئے سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک گھرانہ کسے کہتے ہیں؟

اس بارے میں علمائے کرام کے چار اقوال ہیں جسے شیخ محمد صالح منجد نے ذکر کیا ہے:

(۱) جن میں تین شرائط پائی جائیں: (الف) قربانی کرنے والا شخص انکے خرچہ کا ذمہ دار ہو (ب) وہ تمام افراد اسکے رشتہ دار بھی ہو (ج) قربانی کرنے والا شخص انکے ساتھ رہائش پذیر ہو، یہ موقف مالکی فقہائے کرام کا ہے۔

(۲) جن پر ایک ہی شخص خرچ کرتا ہو، یہی موقف کچھ متأخر شافعی فقہاء کا ہے۔

(۳) قربانی کرنے والے کے تمام عزیز واقارب، چاہے ان پر یہ خرچ بھی نہ کرتا ہو۔

(۴) قربانی کرنے والے کیساتھ رہنے والے تمام افراد چاہے اسکے رشتہ دار نہ ہوں، اس موقف کے قائلین میں خطیب شربینی، شہاب رملی، اور متأخر شافعی فقہاء میں سے طبلاوی رحمہم اللہ جمیعا شامل ہیں، لیکن ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے بعید قرار دیا ہے۔

ان باتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ تین اسباب کی بنیاد پہ فیملی رگھرانہ قرار پائے گا وہ ہیں: قرابت، سکونت اور انفاق یعنی ایک چولہے پہ جمع ایک آدمی کی سرپرستی میں اس کے سارے رشتہ دار جن پہ وہ خرچ کررہا ہے ایک گھرانہ ہے۔ اس میں آدمی کی بیوی، اس کے لڑکے، اس کی لڑکیاں اور وہ قریبی رشتہ دار شامل ہیں جو ساتھ میں رہتے ہوں مثلا بہو۔ ان سب لوگوں کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔ اس کے بہت سارے دلائل ہیں جیسا کہ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے دریافت کیا کہ:

كيفَ كانتِ الضَّحايا على عَهدِ رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ فقالَ كانَ الرَّجلُ يُضحِّي بالشَّاةِ عنهُ وعن أهلِ بيتِه فيأكلونَ ويَطعمونَ حتَّى تَباهى النَّاسُ فصارت كما تَرى(صحيح الترمذي:1505)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قربانی کا کیا حساب تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک بکری قربانی کرتا تو وہ بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔

اس حدیث کے تحت صاحب تحفۃ الاحوذی لکھتے ہیں: **وهو نص صريح في أن الشاة الواحدة تجزء عن الرجل وعن أهل بيته وإن كانوا كثيرين وهو الحق .**

ترجمہ: یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ایک بکری آدمی اور اس کے گھر والوں کی جانب سے کافی ہے چاہے ان کی تعداد زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اور حق بھی یہی ہے۔

ابن ماجہ میں بھی یہ روایت ہے جسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا اَيُوْبَ الْاَنْصَارِيّ كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا فِيْكُمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ عَنْهُ وَ عَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَيَاْكُلُوْنَ وَ يُطْعِمُوْنَ حَتّٰى تَبَاهَى النَّاسُ فَصَارَ كَمَا تَرَى . (صحیح ابن ماجہ 2563)

ترجمہ: حضرت عطاء نے ابوایوب سے پوچھا کہ نبی ﷺ کے عہد میں قربانیوں کا کیا حال تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ عہد نبوی میں ایک آدمی ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی دیتا تھا۔ کبھی کھاتے اور کبھی اوروں کو کھلاتے۔ یہاں تک کہ فخر ومباہات شروع ہو گیا جیسے تم دیکھ رہے ہو۔

اوپر والی حدیث میں عہد رسول کا ذکر ہے کہ ایک بکری ایک گھر والوں کی طرف سے قربانی دی جاتی تھی، اب ایک حدیث بیان کر رہا ہوں جس میں نبی ﷺ خود ہی ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور اپنے پورے گھر والے کی طرف سے قربانی کرتے بلکہ ایک مینڈھا میں پوری امت کو شامل کرتے تھے۔

حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كانَ إذا أرادَ أن يضحِّيَ، اشترى كبشينِ عظيمينِ، سَمينينِ، أقرَنَينِ، أملَحينِ موجوءَينِ، فذبحَ أحدَهما عن أمَّتِه، لمن شَهدَ للَّهِ، بالتَّوحيدِ، وشَهدَ لَهُ بالبلاغِ، وذبحَ الآخرَ عن محمَّدٍ، وعن آلِ محمَّدٍ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ (صحيح ابن ماجه 2548)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے، موٹے تازے، سینگوں والے چتکبرے اور خصی مینڈھے خریدتے۔ ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرماتے، یعنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے جو اللہ کی گواہی دیتا ہو اور نبی ﷺ کے پیغام پہچانے (اور رسول ہونے) کی گواہی دیتا ہو۔ اور دوسرا محمد ﷺ کی طرف سے، اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے ذبح کرتے۔

ایک اور حدیث میں ایک مینڈھے کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا اپنی جانب سے اور اپنی امت کی جانب سے قربان کیا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

شَهِدتُ معَ رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ الأَضحى بالمصلَّى، فلمَّا قَضى خطبتَهُ نزلَ من منبرِهِ، وأُتِيَ بِكَبشٍ فذبحَهُ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ بيدِهِ، وقالَ :بسمِ اللَّهِ واللَّهُ أَكبرُ، هذا عنِّي، وعمَّن لَم يضحِّ من أمَّتي(صحيح أبي داود:2810)

ترجمہ: میں ایک عیدالاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خطبہ مکمل کر لیا اور منبر سے اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مینڈھا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یہ دعا پڑھی **بسم الله والله أكبر هذا عني وعمن لم يضح من أمتي** اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکے۔

ابوداؤد کی اس حدیث کے تحت حافظ شمس الحق عظیم آبادی عون المعبود میں لکھتے ہیں: **قلت :المذهب الحق هو أن الشاة تجزء عن أهل البيت ؛ لأن الصحابة كانوا يفعلون ذلك في عهد رسول الله .**

ترجمہ: میں نے کہا کہ حق یہی ہے کہ ایک بکری پوری گھر والے کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے اس لئے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ؟ کے زمانے میں ایسا ہی کرتے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے دلیل کے طور پر اوپر گزری ساری احادیث کا ذکر کیا ہے اور بعض صحابہ کا عمل بھی بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیئے عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ۔ اس باب سے بھی حدیث کا مفہوم عیاں ہے کہ ایک بکری ایک جماعت یعنی ایک گھر کی طرف سے کافی ہے۔ اسی طرح امام ابوداؤد کے علاوہ امام ترمذی نے بھی ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ والی روایت پہ باب باندھا ہے "باب ماجاء ان الشاۃ الواحد تجزی عن اھل البیت " یعنی باب ہے اس بارے میں کہ ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گی۔ ساتھ ہی امام ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس پہ بعض اہل علم کا عمل بھی ہے۔

احادیث رسول کے علاوہ سلف وخلف سے بہت آثار واقوال ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف بھی رسول اللہ ؟ کی اس سنت پہ عمل کرتے آرہے ہیں۔

(۱) صحابہ کے عمل کے متعلق اوپر ترمذی اور ابن ماجہ کی صحیح حدیث گزر گئی ہے جس میں ابوایوب رضی اللہ عنہ کا قول ہیکہ "ایک آدمی اپنی طرف سے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا تھا" یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ تمام صحابہ کا یہی موقف اور عمل تھا، اس کا ذکر اور بھی متعدد احادیث میں ہے۔

(۲) بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کا پورے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کرنا مذکور ہے جبکہ ساتھ میں ان کی ماں بھی رہا کرتی تھیں۔

وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ (صحیح البخاری:7210)

ترجمہ: اور وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتے تھے۔

(۳) حضرت ابوسریحہ حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

حملني أَهلي على الجفاءِ بعدَ ما عَلِمتُ منَ السُّنَّةِ كانَ أَهلُ البيتِ يضحُّونَ بالشَّاةِ والشَّاتينِ والآنَ يبخِّلُنا جيرانُنا(صحیح ابن ماجہ 2564)

ترجمہ: میرے گھر والوں نے مجھے غلط کام پر مجبور کر دیا جبکہ مجھے سنت طریقہ معلوم ہے ایک گھر والے ایک بکری یا دو بکریاں ذبح کیا کرتے تھے۔ اب تو (اگر ہم ایک کی قربانی دیں تو) ہمارے ہمسائے ہمیں بخیل کہنے لگتے ہیں۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی آیا ہے کہ وہ ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرتے تھے۔ (ابن ابی الدنیا)

(۵) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ "زاد المعاد "میں کہتے ہیں": **وكان من هديه صلى الله عليه وسلم أن الشاة تجزء عن الرجل وعن أهل بيته ولو كثر عددهم.**"

ترجمہ: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک بکری آدمی اور اس کے گھر والوں کی جانب سے کافی ہے چاہے ان کی تعداد کتنی بھی زیادہ ہو۔ (بحوالہ تحفۃ الاحوذی)

(۶) امام شوکانی "السیل الجرار "میں لکھتے ہیں: **والحق أنها تجزء عن أهل البيت وإن كانوا مائة نفس.**

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ ایک بکری پورے گھر والے کی طرف سے کفایت کرے گی اگرچہ ان کی تعداد سو کی کیوں نہ ہو۔ (بحوالہ عون المعبود)

(۷) امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل لی جاتی ہے کہ آدمی کی قربانی، اس کی جانب سے اور اس کے گھر والوں کی جانب سے جائز ہے اور یہ گھر والے اس آدمی کے ساتھ ثواب میں شریک ہوں گے، یہی موقف ہمارا اور جمہور کا ہے اور ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب نے ناپسند کیا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الالمعی از حافظ شمس الحق عظیم آبادی)

(۸) حافظ خطابی نے معالم میں ذکر کیا ہے کہ نبی کا قول "من محمد وآل محمد ومن امۃ محمد "اس بات کی دلیل ہے کہ ایک بکری آدمی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد بہت ہو۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایسا ہی کرتے تھے اور اسے مالکؒ، اوزاعیؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راہویہؒ نے جائز کہا ہے اور ابوحنیفہؒ اور ثوریؒ نے اسے ناپسند کیا ہے۔ (بحوالہ عون المعبود)

(۹) حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ جمہور اس سے دلیل پکڑتے ہیں کہ آدمی کی قربانی اس کی طرف سے اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گی اور حنفیہ نے اس کی مخالفت کی ہے اور طحاوی نے مخصوص اور منسوخ ہونے کا دعوی کیا ہے مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ (بحوالہ عون المعبود)

(۱۰) شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ دو سگے بھائی، اپنی اولاد کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، ان کا کھانا پینا ایک ساتھ ہوتا ہے تو کیا ان سب کی طرف سے ایک قربانی جائز ہے؟ تو شیخ نے جواب دیا کہ ہاں جائز ہے کہ ایک اہل خانہ ایک قربانی پہ اکتفا کرے، اگرچہ اہل خانہ میں دو فیملی کیوں نہ ہو اور اس سے قربانی کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ (فتاوی نور علی الدرب) الشرح الممتع میں شیخ نیکہا کہ ثواب میں شرکت کی کوئی قید نہیں ہے کیونکہ نبی نے ساری امت کی جانب سے قربانی کی ہے اور ایک شخص ایک آدمی کی جانب سے ایک قربانی کرتا ہے خواہ ان کی تعداد سو ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ محترم کا ایک فتوی یہ بھی ہے کہ ایک گھر میں والے لوگوں کی طرف سے ایک ہی قربانی کفایت کر جائے گی خواہ تعداد زیادہ کیوں نہ ہو، اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ سب بھائی ایک جگہ ہیں اور سبھی کا کھانا اکٹھے تیار ہوتا ہے اور وہ سب ایک ہی مکان میں رہتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ہوں، اسی کے مثل والد کا اپنے بیٹوں کے ساتھ حکم ہے، خواہ اس کے کچھ بیٹے شادی شدہ ہوں تو ان کی طرف سے ایک ہی قربانی کافی ہوگی۔ (مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین)

(۱۱) شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں شادی شدہ ہوں اور پنے بچوں کے ساتھ گھر والوں سے الگ دوسرے شہر میں رہتا ہوں، عیدالاضحیٰ کی مناسبت سے چند روز قبل گھر والوں کے پاس بچوں کے ساتھ آتا ہوں اور قدرت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا اس کا حکم بتائیں تو شیخ نے جواب دیا کہ ایک قربانی آدمی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قربانی اپنی جانب سے اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ہر سال کی ہے لیکن اے سائل آپ مستقل گھر میں رہتے ہیں اس لئے آپ کیلئے مشروع ہے کہ آپ اپنی جانب سے اور اپنے اہل کی جانب سے الگ قربانی کریں، آپ کے والد کی قربانی آپ کے لئے کفایت نہیں کرے گی کیونکہ آپ ان کے ساتھ نہیں ہیں بلکہ الگ طور پر مستقل گھر میں ہیں۔ (باختصار مجموع فتاوی شیخ ابن باز 18/37)

(۱۲) دائمی فتوی کمیٹی سے سوال کیا گیا کہ اگر میرے والدین کے ساتھ میری اہلیہ بھی اسی گھر میں رہتی ہو تو کیا میرے اور میرے والدین کی طرف سے ایک قربانی کفایت کرے گی؟ تو کمیٹی نے جواب دیا کہ اگر صورت ایسی ہی ہے کہ والد اور اس کے بیٹے ایک ہی گھر میں رہتے ہوں تو ایک ہی قربانی آپ کی، آپ کے والد کی، آپ کی والدہ کی اور آپ کی بیوی کی کافی ہے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ :11/404)

ایک بکری کی قربانی سے متعلق چند امور

☆ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ صحیح احادیث، آثار، اقوال اور فتاوے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک جانور کی قربانی پورے ایک گھر کے افراد کے لئے کافی ہے چاہے ان کی تعداد جتنی ہو۔

☆ اگر گھر کے افراد کی طرف سے الگ الگ جانور دینے کی وسعت ہو اور ان کی طرف سے الگ الگ قربانی دینے کی خواہش ہو تو دی جا سکتی ہے، اس کی ممانعت نہیں ہے۔

☆ ایک بکرے میں چند متعدد گھرانے کے افراد کی شرکت جائز نہیں بلکہ ایک ہی گھر کے افراد کی طرف سے یہ کفایت کرے گا۔

☆ ایک گھر کے وہ سارے رشتہ دار جو ایک سرپرست پہ جمع ہوں، گو کہ کمانے والے متعدد افراد ہوں مگر ان سب کی طرف سے ایک جانور کی قربانی کافی ہے۔

☆ نبی ﷺ کی متعدد بیویاں تھیں اور قربانی کی اس قدر تاکید کے باوجود آپ نے ان سب کو الگ الگ قربانی کرنے کا کبھی حکم نہیں دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ گھر کے سرپرست کی قربانی میں گھر والے شامل ہوتے ہیں یعنی ذمہ دار کی قربانی گھر کے سارے افراد کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے۔

☆ گھر والوں میں شادی شدہ بیٹا ہو تو وہ بھی باپ کی طرف سے ایک قربانی میں شامل ہوگا حتی کہ اس کی بیوی بھی۔

☆ شادی کے بعد اگر بیٹا اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ الگ رہائش پذیر ہو جائے تو انہیں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانب سے ایک الگ بکری قربانی کرنی ہوگی، انہیں باپ کی قربانی کفایت نہیں کرے گی۔

☆ جن لوگوں نے کہا کہ اسلام میں جوائنٹ فیملی کا تصور نہیں ہے، شادی کے بعد بیٹا آزاد ہے وہ اپنی قربانی خود کرے گا خواہ باپ کے ساتھ ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ یہ ساتھ رہنا ہی بتلاتا ہے کہ فیملی جوائنٹ ہے، ہاں یہ بات درست ہے کہ شادی کے بعد بیٹا خود کفیل ہو جاتا ہے مگر برصغیر میں پائی جانے والی غربت اور ماحول کی وجہ سے اکثر فیملی جوائنٹ ہی رہتی ہیں، عام طور سے مسئلہ معاش کا ہوتا ہے، اگر آداب وقوانین کے ساتھ فیملی جوائنٹ رہنا چاہے تو ناجائز نہیں ہے۔ ایک صحابی کے والد وفات پا گئے جنہوں نے نو بیٹیاں چھوڑی تھیں تو اس صحابی نے اپنی بہنوں کو ساتھ میں رکھا۔ یہ حدیث بخاری میں 5367 نمبر کی ہے۔

☆ جن لوگوں نے نبی ﷺ کے عمل کو مخصوص یا منسوخ کہا ہے ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے، حق یہی ہے کہ نبی ﷺ کا عمل عام ہے اسی وجہ سے صحابہ کرام نے آپ کی سنت پر عمل کیا لہذا حنفیہ کا اس سلسلے میں انکار سنت کی خلاف ورزی ہے جیسا کہ اوپر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول گزرا ہے۔

مِنبر کی اہمیت

شیخ مقبول احمد سلفی

تبلیغ دین اور ارسال رسالت میں منبروں کا بہت بڑا رول ہے۔شروع اسلام سے لیکر آج تک منبر مسلمانوں کو اتحادو اتفاق،تعلیم وتربیت،ادب واخلاق،وعظ ونصیحت،پیغام رسالت ودعوت اسلام سے باخبر کرتے آرہا ہے۔ دولفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں جس قدر اہمیت خطبہ جمعہ کی ہے منبر کی اس سے کم نہیں۔جمعہ کا دن خیروبرکت اور اہمیت وفضیلت والا ہے دوسری امتوں کو اللہ نے اس دن کی برکات سے محروم کرر کھا تھا،اس دن کیفضائل وبرکات سیامت محمدیہ فیضیاب ہوئی۔یوم جمعہ کی خصوصیات میں خطبہ جمعہ بھی شامل ہے جسے منبر پر کھڑے ہوکر دیا جاتا ہے۔جس طرح یوم جمعہ کی فضیلت اور نماز جمعہ کی فضیلت ہے اسی طرح خطبہ جمعہ کی بھی بڑی فضیلت ہے۔اس فضیلت کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں جس میں ذکر ہے کہ جس نے خطبہ جمعہ کے دوران کسی کو چپ ہونے کو کہا تو وہ سارے اجر سے محروم ہوگیا۔خطبہ عبادت ہے اس لئے اسے ہمہ تن گوش ہوکر سننے کا حکم آیا ہے تاکہ خطیب جن باتوں کی طرف نمازیوں کی توجہ مبذول کرانا چاہے وہ پوری طرح ذہن میں نقش ہوجائے اور پھر انہیں عملی زندگی میں برتے۔

منبر کا خطبہ سے گہرا ربط ہے اس وجہ سے خطبہ کی اہمیت سے منبر کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔یہاں سب سے پہلے منبر رسول ﷺ کا بارے میں جانتے ہیں تاکہ ممبر کیا ہے اس کے تقاضے کیا ہیں اور اس کا استعمال کس لئے اور کس طرح کرنا چاہئے اچھے سے پتہ چل سکے۔

شروع میں جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کھجور کے تنے کا سہارا لیکر جو چھت کو تھامے ہوئے تھا کھڑے ہوکر خطبہ دیتے،اس حال میں کہ آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک عصا کا سہارا لئے ہوئے ہوتے،وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ آٹھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کےلئیسب سے پہلا منبر تیار کیا گیا جو اسلام میں سب سے پہلا منبر ہے۔یہ تین سیڑہیوں والا تھا خطبہ دیتے وقت رسول اللہ ﷺ اوپری حصے پر تشریف رکھتے اور دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتے۔بخاری شریف میں آپ ﷺ کے لئے منبر بنائیجانے کی تفصیل ہے:

ان رجلا اتوسهل بن سعد الساعدى وقدامتروافى المنبر مماعوده،فسالوه عن ذلک فقال : والله انى لاعرف مماهو، ولقد رايته اول يوم وضع،واول يوم جلس عليه رسول الله ﷺ، ارسل رسول الله ﷺ الى فلانة، امراة قد سماها سهل: مرى غلامک النجاران يعمل لى اعوادا،اجلس عليهن اذاكلمت الناس ، فامرته فعملها من طرفاء الغابة ثم جاء بها ،فارسلت الى رسول الله ﷺ فامر بهافوضعت هاهنا،ثم رايت رسول الله ﷺ صلى عليها وكبر وهو عليها ،ثم ركع وهوعليها،ثم نزل القهقرى ،فسجدفى اصل المنبر ثم عاد، فلما فرغ اقبل على الناس فقال: ايها الناس ،انما صنعت هذالتاتموا ولتعلموا صلاتى(صحيح البخاري:917)

ترجمہ: کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ان کا آپس میں اس پر اختلاف تھا کہ منبر کی لکڑی کس درخت کی تھی۔اس لیے سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا خدا گواہ ہے میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا۔پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو میں اس کو بھی جانتا ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جن کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا۔آدمی بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لیے لکڑی جوڑ دینے کے لیے کہیں تاکہ جب مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا اور وہ غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے اسے بنا کر لایا۔انصاری خاتون نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہاں رکھوایا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر (کھڑے ہوکر) نماز پڑھائی۔اسی پر کھڑے کھڑے تکبیر کہی۔اسی پر رکوع کیا۔پھر الٹے پاؤں لوٹے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو خطاب فرمایا۔لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔

نبی ﷺ کے منبر کی بڑی فضیلت وخصوصیات ثابت ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:**ان قوائم منبرى هذا رواتب فى الجنة(صحيح النسائي:695)**

ترجمہ: بیشک میرے منبر کے پائے بہشت کی سیڑھی ہوں گے۔

مابين بيتى ومنبرى روضة من رياض الجنة ومنبرى على حوضى(صحيح البخاري:6588)

ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

اس منبر سے نبی ﷺ نے اپنی امت کو دین کی تعلیم دی ہے،وعظ ونصیحت کی ہے،منبر پر نماز پڑھ کر سکھایا ہے، قرآن کی تعلیم دی ہے، لوگوں کو جہاد پر ابھارا ہے،اعلائے کلمۃ اللہ کا درس دیا ہے،امت مسلمہ کی خیر وبھلائی کے لئے دعائیں کی ہیں، دشمنوں کے لئے بددعا کی ہیں۔نبی ﷺ کے خطبہ کے موضوعات میں جنت وجہنم، توحید وایمان،صفات الھیہ کا بیان،تفاصیل واصول ایمان کا بیان،عمل صالح کا بیان،آخرت کے احوال اور امم ماضیہ کے حالات کا بیان ہوتا تھا۔

منبر "نبر" سے بنا ہے جس کے معنی بلندی کے ہے۔منبر یعنی اونچائی سے کوئی بات کہنے پر سب کو برابر سنائی دیتی ہے خطیب کیا شارے بھی بالکل بآسانی نظر آتیہیں،خطیب کی نگاہ مصلی کی طرف اور مصلی کی نگاہ خطیب کی طرف مرکوز ہو۔گویا منبر افہام وتفہیم کے لئے نہایت ہی اہم وسیلہ ہے۔نبی ﷺ کو نماز کی تعلیم دینی تھی تو منبر پر چڑھے تاکہ سب کو نماز کی کیفیت اچھے سے نظر آئے،ایک صحابی دوران خطبہ مسجد میں آئے اور بغیر دوگانہ پڑھے بیٹھ گئے آپ نے انہیں دیکھا تو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

جمعہ کے دن تمام اہل اسلام کا ایک جگہ اجتماع ہوتا ہے،یہ اجتماع اللہ کی عبادت کی غرض سے ہوتا ہے،غسل کرکے، عمدہ لباس پہن کر،خوشبو استعمال کرکے مسلمان جامع مسجد میں حاضر ہوتے ہیں۔ذہن نشاط وقبول سے معمور،دل ونگاہ عبادت الٰہی کا جذبہ لئے ہوئے اور جسم وجاں اللہ کے حکم کی تعمیل پر فدا ہونے کے لئے تیار ہے۔ایسی صورت میں خطیب ایسے مسلمانوں میں جس قدر چاہیں صفات حمیدہ پیدا کریں،خدمت خلق کا جذبہ بیدار کریں،تعلیم وتربیت سے سجا سنوار دیں،قرآن وحدیث کی خوشبوؤں سے مشکبار کردیں، ایمان وعمل کے ہتھیار سے لیس کردیں،جہاد فی سبیل اللہ کا سبق پڑھائیں،دین اسلام پر مر مٹنے کا ذوق وشوق پیدا کردیں یعنی منبر انسان کو مومن کامل بنانے کا بہترین وسیلہ ہے،اس قدر افادیت سے بھرپور دنیا کا کوئی اسٹیج نہیں ہے۔

منبر کا وہی مقصد ہے جو خطبہ کا مقصد ہے اور خطبہ کے اہم مقاصد میں ایک مقصد لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے۔سارے انبیاء نے اپنی امت کو ایک اللہ کی طرف بلایا،یہی حکم نبی آخرالزمان محمد عربی ﷺ کو بھی ملا کہ آپ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ بلائیں۔آج امت میں طرح طرح کے اختلاف وانتشار، شرک وبدعات اور رسم ورواج کا دور دورہ ہے،ایک اکیلا مثالی خطیب ان کے ازالے میں اہم رول ادا کرسکتا ہے اور سماج سے شر وفساد،ظلم وجور،شرک وبدعت،کفر وضلالت،غفلت وسستی،جہل ونادانی،افعال قبیحہ،اعمال شنیعہ، بے دینی وبے ایمانی کا خاتمہ کرسکتا ہے۔منبر کا اہم مقصد ہے کہ لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلائیں،برائی کا حکمت سے اور نادانی کا علم سے مقابلہ کریں،امت مسلمہ کی اصلاح ہوگی تو ہمارے گفتار وکردار سے خود اسلام کا غیروں میں بھی تعارف ہوگا اور کفار ومشرکین ہمیں دیکھ کر ہی اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔افسوس کہ گفتار وکردار کے ایسے خطباء سے منبر محروم ہے اور ساتھ ساتھ منبر کا جو اصل مقصد ہے وہی بروئے کار نہیں لایا جاتا۔

آج اکثر جگہ مسلم خطوں میں منبروں کا استحصال ہورہا ہے۔موجودہ زمانے میں ذاتی مقاصد،دنیاوی فائدے، سیاسی منفعت،ذاتی رنجش ونزاع،بغض وحسد،دل کی بھڑاس،مسلکی تشدد،فقہی تنازعات،فروعی مسائل،ذات وبرادری کی عصبیتیں،تجارتی منافع،منصب کی مصلحتیں جیسے کام منبروں سے لیا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف ممالک اسلامیہ خاک وخون میں ڈوبے ہوئے ہیں،کفر کی ساری خدائی ایک ہوچکی ہے،ہم مسلمان پوری طرح کفار کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں،جگہ جگہ مسلمانوں کا خون رائیگاں،عزتیں نیلام اور طاقتیں کمزور ہورہی ہیں اور ہمارے خطباء وواعظین اپنے ہی کاشانے جلانے پہ مستعد ہیں۔منبروں سے اشتعال انگیز اور پرتشدد بیانوں سے مسلمانوں کے آپس کے گھر گھر تباہ ہورہے ہیں،فرد وجماعت میں ایک دوسرے مسلک والوں کے تئیں تشدد وتنفر پیدا ہورہا ہے،اسلامی اتحاد پارہ پارہ اور مسلمانوں کی طاقت پاش پاش ہورہی ہے۔جب منبر بھی تنازعات،تنافرات،تباغضات،تعصّبات،تشددات سے پاک نہ رہے تو ہماری کون سی جگہ پاک رہے گی۔فوری طور پر ہمیں ہوش کے ناخن لینا ہے،منبروں کو استحصال سے بچانا ہے،ایسے کم علم وبےعمل خطیب سے انہیں پاک کرنا ہے جو منبروں پر داغ لگے ہوئے ہیں اور ایمان وتوحید کے منافی خطبوں سے فرزندان توحید کے گھروں اور دلوں کو تباہ کرتے ہیں۔اور جو باصلاحیت وباعمل علماء ہیں صرف انہیں ہی خطابت کے لئے بحال کئے جائیں،ایسے ہی علماء کو اسٹیج واجلاس کی زینت بنائی جو صلاحیت کے ساتھ ساتھ عمل صالح سے لیس ہوں اور امت اسلامیہ کی اصلاح کا درد اپنے دلوں میں رکھتے ہوں،گھروں،بستیوں،ملکوں اور دلوں کو جوڑنے کا کام عقیدہ توحید کی بنیاد پر کرتے ہوں۔بازار کفر میں ایمان کا سودا ہورہا ہے، منکرات وسیئات کی آماجگاہ میں حسن وشباب کے ننگے ناچ سے قلب وضمیر پر کار عصیاں کے زنگ لگائے جارہے ہیں۔ایسے میں جہاں عوام کو بیدار ہونا ہے اور کفر وعصیاں سے دامن بچانا ہے وہاں خطیب وواعظ کی ذمہ داری عوام سے کہیں زیادہ اہم ہے۔خطیب تو لوگوں کے لئے نمونہ ہے،انہیں اپنے گفتار وکردار سے عوام کی اصلاح کرنی ہے۔خطیب کو اصلاح کی ابتداء منبروں کو تشدد واستحصال اور غیض وغضب سے پاک کرکے کرنا ہے۔

ہوشیار باش

- جیسے نظر آنا چاہتے ہو،ویسے بن جائو (سقراط)
- سب کا دوست کسی کا دوست نہیں ہوتا۔(ارسطو)
- کسی سے اتنی نفرت نہ کرنا کہ کبھی ملنا پڑے تو مل نہ سکو اور کسی سے اتنی محبت نہ کرنا کہ کبھی تنہا جینا پڑے تو جی نہ سکو۔
- ہمارا اچھا وقت دنیا کو بتاتا ہے کہ "ہم کیا ہیں؟" اور ہمارا برا وقت ہمیں بتاتا ہے کہ "دنیا کیا ہے؟
- برے وقت میں اپنوں میں چھپے پرائے،اور پرائیوں میں چھپے اپنے نظر آجاتے ہیں۔

MUST (must کے استعمالات)

280. *Must* is used to express :--

Must کا استعمال درج ذیل مقامات کے اِظہار کے لئے ہوتا ہے:

(1) بیانیہ جملے میں جَبر (دَبائو، تاکید، زور) یا شدید و سَخت اَخلاقی فَرض (ذِمّہ داری، ضمیر کی آواز پر لبّیک کہنے کا عزم) کے اِظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(1) Compulsion or strong moral obligation (commitment to follow one's conscience);**as,**

(a) We *must* keep our promises.
(b) We *must* obey the laws of the country.
(c) We *must* not tell lies.
(d) You *must* not make a noise in the class.
(e) You *must* do as you are told.
(f) Soldiers *must* obey orders without question.
(g) Candidates *must*(=*are required to*)answer at least five out of the ten questions.
(h) Cars *must* not be parked in front of the gate.
[here *must not* is used to express *prohibition*.]

(2) مَضبوط اور پُختہ فیصلہ (اِرادہ، عَزم، منصوبہ، قَصد، تَجویز) کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(2) Fixed determination;as,

(a) I *must* have my money back.
(b) I *must* surrender myself to her whims.
(c) I *must* have my say in this matter.

(3) فَرض (دھرم, فرضِ مَنصَبی، فَرضِ اَخلاقی، ذِمّہ داری، وَظیفہ) کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(3) Duty;as,

(a) A judge *must* be upright.
(b) Everyone *must* do his duty.
(c) A soldier *must* fight for his country.

(4) یَقین (قطعیّت، تحقیق) شدید و سَخت اِحتِمال (آثار، گُمان، اِمکان، قِیاس یا گُمانِ غالِب) کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(4) Certainty or strong likelihood;as,

(a) He *must* be up by this time.
(b) He *must* have reached home by this time.
(c) Your father *must* be nearly eighty now.
(d) They *must* have missed the train.
(e) You *must* be hungry after your long walk.
(f) They *must* have been enjoying themselves.

(5) ناگُریزی (اَٹل پَن، ناگُزیری، لُزوم، فِطرت کے مطابق ہونے کا عَمَل جس سے گُریز نا ممکن ہو یا جس کا ہونا لازمی ہو) کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(5) Inevitability;as,

(a) We *must* all die.

خوشخبری

ابو عبیدہ جلال الدین قاسمی (لیکچرر آر ایم پٹیل کالج، دھولیہ) کے ذریعے مہاراشٹر نصاب کی گیارھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب "یووک بھارتی" کا بہترین اردو ترجمہ چھَپ کر اساتذہ اور طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے الحمد للہ۔ اب انگریزی گرامر کو معاونِ حافظہ اور اشعار کی شکل میں یاد رکھنے کی نایاب تراکیب سے معمور انگریزی گرامر کی کتاب 'Getting Along In English' اور بارھویں جماعت کی انگریزی کتاب "یووک بھارتی" کا اُردو ترجمہ بھی ان شاء اللہ جلد منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ اس سال کے جونیئر کالج کے طلباء کے لئے "Shortcut To Success" نامی ایک کتابچے کی بھی تالیف کی گئی ہے جس میں تحریری استعداد و مہارت (Writing Skill) اور اہم قوائدِ زبان (Grammar) سے متعلق انتہائی اختصار کے ساتھ اہم نکات اور منظم ہیئت و ترتیب بندی (format) بنا کر واضح کر دئے گئے ہیں جسے کم وقت میں طلباء انتہائی آسانی کے ساتھ یاد کر کے، بیان کردہ طریقِ کار کے مطابق پرچے میں لکھ کر کُل نمبرات (45 مارکس) حاصل کر سکتے ہیں۔ جن حضرات کو مندرجہ بالا کتابیں مطلوب ہوں وہ اخبار ابصار کے پتے پر ہم سے رابطہ کریں۔ یا دیے گئے نمبرات پر کال یا وھاٹساپ کریں۔ 8657323649/ 9145146672

Absaar Monthly Quiz Contest No. 2

پہلا انعام: سو روپئے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

دوسرا انعام: پچاس روپئے نقد، ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

تیسرا انعام: ایک عدد کتاب گیارھویں جماعت کی یووَک بھارتی کا اردو ترجمہ، ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت

چوتھا انعام: ایک عدد خوبصورت پین، ماہنامہ ابصار ایک سال کے لئے مُفت۔

محترم قارئین! ماہنامہ ابصار انعامی مقابلہ نمبر ا کے کُل ۴۶ جوابی کارڈس موصول ہوئے، جن میں سے صِرف ۲ لوگوں کے جوابات مُکمّل طور پر دُرُست تھے۔ اس لیے اس ماہ کے خوش قِسمَت انعام یافتہ قارئین کے نام ہیں: (۱) ثمینہ کوثر بِنت مُحمد آمین، نیا پورہ (۲) محمد خالد حاجی غُفران اَحمَد، عبد اللہ نگر

گُزشتہ ماہ کے دُرست جوابات: (۱) اڑتالیس، سو، تین (۲) ساٹھ (۳) ۱۰۰۰ (۴) ۱۴ (۵) چِیونٹی (۶) مادہ، نَر (۷) گدھا (۸) ۲۳ (۹) ہُدہد (۱۰) شَہد جمع کرنا

☼ اس ماہ کے سوالات ☼

QUIZ.2 TOKEN

(۱) درج ذیل میں سے کس کی سونڈ ہوتی ہے؟
(الف) مچھّر (ب) چیونٹی (ج) مکڑی

(۲) سُنَن دارا قُطنی کی روایَت کے مُطابِق سَب سے بڑا سود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔
(الف) مسلمان بھائی کو ذلیل کرنا (ب) جھوٹ بولنا (ج) غیر مسلموں کو رشوَت دینا

(۳)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بحرِ قُلزُم کی مَشرِقی خلیج کے کنارے ایلہ شَہر میں آباد تھی۔
(الف) یہودیوں کی ایک قوم (ب) عیسائیوں کی ایک قوم (ج) بنجاروں کی ایک قوم

(۴) کسی مسلمان کا مال اُس کی رَضامندی کے بغیر لینا۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔
(الف) مَکرُوہ (ب) نَفل (ج) حَرام

(۵) مندرجہ ذیل شعر کس شاعر کا ہے؟ آنکھ کھولی بند کرلی ہوگیا پورا سَفَر۔ زندَگی اور موت میں کُچھ فاصلہ ہوتا نہیں
(الف) سلیم کوثَر (ب) اَصغَر گونڈوی (ج) ساجِد مجید بھڑ گانوی

(۶) کَلام میں ایسی چیزوں کا ذکر کرنا جس میں باہَم مُناسبَت ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہلاتا ہے۔
(الف) صنعَتِ اِجتِماعِ ضِدّین (ب) صنعتِ تَشبیہ (ج) مَراعاتُ النَظیر

(۷) آپ ﷺ کی وہ کَمان جو غَزوہ اُحُد میں ٹوٹ گئی تھی، اس کا نام۔۔۔۔۔۔ تھا۔
(الف) کَتوم (ب) ذو الفِقار (ج) رسوب

(۸) حلف الفُضول ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھی، جس کا نام اس کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے نام پر رَکھا گیا۔
(الف) تَنظیم، سَربَراہوں (ب) سیاسی جماعت، رہنمائوں (ج) امدادی جماعت، ملازموں

(۹)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کی کھال پر بیٹھنے سے بواسیر اور گھٹیا کے درد جیسے اَمراض سے شِفاء حاصِل ہوتی ہے۔
(الف) گینڈا (ب) شیر (ج) بارہ سنگھا

(۱۰)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانوروں کا گوشت حرام ہے۔
(الف) ذی ناب (ب) کچلیوں والے (ج) (نوکدار دانتوں والے اور) الف، ب، دونوں متبادِل صحیح

نوٹ: تمام سوالات کے جوابات اخبار ابصار کے پچھلے شماروں سے حاصِل کئے جاسکتے ہیں۔ درج بالا سوالات کے نمبر لکھ کر صرف اور صرف جوابات پوسٹ کارڈ پر ٹوکَن کے ساتھ اپنا پورا نام، پتہ، موبائل نمبر لکھ کر پیر سے سنیچر کے دن صبح ۹ بجے سے دوپہر ۱ بجے کے درمیان اپنے حَل دی ناٖلج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، نزد این سی پی آفِس، مشاوَرَت چوک (مالیگائوں) میں آکر جمع کروائیں اور انعام یافتہ قارئین اپنے انعامات وُصوُل کریں۔ چار مُکمل درست جوابات پر قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات دئے جائیں گے۔ اپنے جوابات ہمیں ۱۵، سَتمبَر تک روانہ کریں، اس کے بعد آنے والے جوابات قبول نہیں کئے جائیں گے۔ انعامات کا اعلان سَتمبَر کے آخری ہفتے میں شائع ہونے والے اگلے شُمارے میں کیا جائے گا۔

مالیگاؤں سے ناسک تک انسانیت بچاؤ مارچ کا پُرامن اختتام

شہر مالیگاؤں (ناسک) کے ہر دلعزیز ایم ایل اے اور انسانیت بچاؤ سنگھٹنا سمیتی کے صدر شیخ آصف شیخ رشید نے بروز ۱۵ / اگست / ۲۰۱۷ / کو دو پہر ۲ بجے مالیگاؤں شہیدوں کی یادگار سے ناسک شہیدوں کی یاد گار تک انسانیت بچاؤ پیدل مارچ کی شروعات کی۔ اس مارچ میں ۷۰ سے زائد افراد جن میں نوجوان اور بزرگ دونوں شامل تھے، نے حصہ لیا۔

مارچ کا مقصد: جناب شیخ آصف نے بتایا کہ اس پیدل مارچ کا مقصد گئور کھشا کے نام پر ملک میں جگہ جگہ مسلمانوں اور دلتوں پر ہو رہے حملوں اور قتل کی مزمّت کرنا ہے اور ساتھ ہی حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ ان حملوں کے پیچھے جن سماج دشمن عناصر اور تنظیموں کا ہاتھ ہے ان پر سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور انکو پابند سلاسل کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ سماج دشمن عناصر، ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کی فضا میں زہر گھولنے کا کام کر رہے ہیں۔ جبکہ اس دیش کی آزادی میں سماج کے ہر طبقے کی شمولیت رہی ہے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، سبھوں نے اس دیش کیلئے اپنا لہو بہایا ہے۔

آج دیش میں گئور کھشا کے نام پر بیگناہ مسلمانوں کا قتل کیا جا رہا ہے اور وزیر اعظم لال قلعہ سے مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ ہم گئور کھشا قاعدے کا پالن کرتے ہیں اس لیے کہ قانون کا پالن کرنا ہر شہری کا فریضہ ہے، لیکن جو سماج دشمن عناصر گئور کھشا قاعدے کی آڑ میں بیگناہوں پر ظلم کر رہے ہیں، مسلمانوں کو مار رہے ہیں، اسکے لئے حکومت کو مکوکا کی طرح کا قانون بنانا چاہیے کہ اگر کوئی گئور کھشک کسی مسلم یا دلت کو مارتا ہے تو اسے اس قانون کے تحت گرفتار کیا جائے۔

ضلع ناسک میں انسانیت بچاؤ مارچ کے اختتامی جلسے میں شیخ آصف نے چھ غیر مسلم بزرگ مجاہدین آزادی کا پُرتپاک اعزاز و استقبال کیا اور کہا کہ ہمیں اس ملک کے تمام مجاہدین آزادی پر فخر ہے۔

اَپنے طرز کا شاندار اسکول

شیخ حافظ جَلال الدین القاسمی کی چیئرمن شِپ میں ایک اسکول "دی نالِج پری پرائمَری اِنگلش میڈیَم اِسکول" ۱۵ جون، ۲۰۱۶ سے شروع ہو چکا ہے۔ اس وقت ۳۰ سے زائِد بچے تعلیم حاصِل کر رہے ہیں۔ عربی اور انگریزی کی ۲ مُعلّمات، ایک سائنس اور حِساب کی اور ایک خادِمہ، پرِنسپَل سَب اپنی خِدمات اَنجام دے رہے ہیں۔ اس اسکول کی خصوصیَت یہ ہے کہ شُروع ہی سے بچوں کو عربی و انگریزی زَبان سَمَجھنے اور بولنے سے مانوس کرایا جارَہا ہے اور دوسری خصوصیات کا بہ نَفسِ نَفیس مُشاہَدہ کیا جا سکتا ہے۔ فیس بالکل معمولی ہے۔ ہر غریب بچہ یہاں تعلیم حاصِل کر سکتا ہے۔ اسکول کا یونیفارم اور کتابیں مُفت دی گئی ہیں۔

مظفر نگر خوفناک ٹرین حادثہ

یوپی کے ضلع مظفر نگر کے کھتولی ریلوے اسٹیشن کے قریب کلنگ اُتکل ایکسپریس پٹری سے اُتر گئی۔ اس حادثے میں اب تلک ۲۲، افراد کی موت کی خبر ملی ہے جبکہ ۲۰۳، افراد زخمی ہوئے ہیں جو کہ مختلف اسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ اس حادثے کی وجہ ریلوے انتظامیہ کی کوتاہی بتائی جا رہی ہے کہ حادثے کی جگہ پٹری ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس خوفناک ریلوے حادثے کی تحقیقات کا حکم دیدیا گیا ہے۔

اہم اعلان

عیدالاضحیٰ کے فوراً بعد شیخ جلال الدین القاسمی سہ روزہ تَدریب کے لئے رَوانہ ہونگے۔ تَدریب کے مقام کا تَعیُّن ہو چکا ہے۔ تین دِنوں میں قاسمی صاحب صرف ایک مضمون (subject) علم المَنطِق پڑھائیں گے جس میں تَصوُّرات اور تَصدیقات کے تَمام اَہم مَباحِث کی وَضاحَت ہوگی۔ اور گُزشتہ کی طرح، پڑھاتے وَقت شیخ کے ہاتھوں میں کوئی کتاب نہیں ہوگی۔

خوشخبری

عالَمِ اِسلام کے مَشہور مُدَرِّب، خَطیب و مُفَسِّر شیخ حافِظ جلال الدین القاسمی کی اَسرار و مَعارِف و نِکات سے مَعمُور تفسیر قرآن کی ٹائپنگ کا کام شُروع ہو چُکا ہے۔ انشاء اللہ رَمضان سے قَبل یہ تفسیر مَنظرِ عام پَر آجائے گی۔

الحمد للہ

شیخ جلال الدین القاسمی کی اِدارَت میں شائع ہونے والا اَخبار "اَبصار" اللہ کے فَضل سے بڑی مقبولیت حاصِل کر رہا ہے۔ اس وقت تقریباً پانچ سو سے زائد شُمارے ہندوستان کے مختلف صوُبوں کے مُختلف شہروں میں پابَندی سے پہونچ رَہے ہیں۔ اور عَوام و خواص کا طبقہ اس اخبار کو بَڑی وَقعَت کی نِگاہ سے دیکھ رَہا ہے۔

ہم کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

"دی نالِج پری پرائمَری اِنگلِش میڈیَم اِسکول" اپنے انداز کا بالکل انوکھا اسکول

بروز ۱۵ / اگست / ۲۰۱۷ / دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول، نیاپورہ، میں صبح نو بجے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں دی نالج اسکول کے چار سال سے کم عمر کے طلبہ اور طالبات نے حیرت انگیز پرفارمینس دیا جبکہ ابھی انکی تعلیم پر سوا مہینے کا ہی عرصہ گزرا ہے۔ تقریب میں اسکول کے چیئرمین حافظ جلال الدین القاسمی حفظہ اللہ، خصوصی مہمان جناب سمیع اللہ انصاری حفظہ اللہ (ایڈیٹر ہاشمی آواز) اور مالیگاؤں شہر میں کراٹے کے فن کا آغاز کرنے والے، کراٹے کے سب سے بہترین استاذ جناب حبیب بھائی حفظہ اللہ بھی تشریف فرما تھے۔

اس اسکول میں عربی زبان، انگلش زبان، میتھس اور سائنس پر ابتدا ہی سے زور دیا جا رہا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ معصوم بچوں پر کاپی کتابوں کا غیر ضروری بوجھ نہ ڈالتے ہوئے یہ تمام سبجیکٹ بچوں کو سکھلائے جا رہے ہیں۔

THE KNOWLEDGE PRE-PRIMARY ENGLISH MEDIUM SCHOOL

بروز ۱۵ / اگست / ۲۰۱۷ / کو دی نالج پری پرائمری انگلش میڈیم اسکول میں منعقدہ پروگرام کی چند تصاویر

Head,Shoulders,Knees & Toes پوئیم پرپرفارم کرتے ہوئے بچّے

کراٹے استاد حبیب بھائی کو گلدستہ پیش کرتے ہوئے سمیع اللہ انصاری اور شیخ جلال الدین القاسمی

احمش احمد شعیب اختر عربی میں تقریر کرتے ہوئے

سارے جہاں سے اچھا نغمے پر بچوں کا پرفارمنس قابل دید رہا

عبداللہ سیّد ستّار تلاوت کلام پاک کرتے ہوئے

عرشیہ شیخ اکبر انگریزی میں یوم جمہوریہ کی مبارکباد دیتے ہوئے

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at SHARP OFFSET PRESS at Kusumba Road, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi EMAIL : absaar.urdu@gmail.com